سونا پڑا ہے باغ کہ بلبل نہیں رہا

شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد عثمان غنی قاسمیؒ

برصغیر ہندوپاک کی دوسری بڑی اور شہرۂ آفاق دینی وعلمی درسگاہ جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور کے شیخ الحدیث اور مشہور شارح بخاری حضرت مولانا محمد عثمان غنی قاسمی بھی ۱۳؍جنوری ۲۰۱۱ء کی علی الصباح داغ مفارقت دے گئے وہ ایک عرصے سے علی شرف الرحیل تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد عثمان غنیؒ جنہیں اب رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی مشق کے لئے بھی ایک وقت درکار ہے، دارالعلوم دیوبند کے ان فخر روزگار قدیم ترین فضلاء میں سے تھے جنہوں نے نہ صرف علمی حلقوں میں اپنی منفرد شناخت بنائی بلکہ مادر علمی کی پاکیزہ روایتوں کو آگے بڑھایا، افسوس کہ گلشن علم وادب کی آبیاری کرنے والی ایسی عبقری شخصیات اس جہان فانی سے رخت سفر باندھ رہی ہیں ویسے تو کار جہاں دراز ہے، چلتا ہی رہے گا اور رب قدیر وبصیر ہرزمان ومکان میں دین وشریعت کے فرزانے بھیجتا ہی رہے گا، لیکن مشاہدات بھی بہرحال

اس بے غبار حقیقت کے غماز ہیں کہ ہر جانے والے کے پیچھے بظاہر نا قابل تلافی خلا واقع ہو رہا ہے، اب سے پیشتر کی صدیوں بلکہ دہائیوں پر نظر ڈالئے کیسے کیسے حقائق ودقائق اور علوم ومعارف کے بحر بیکراں گم ہوگئے اپنے اپنے وقت کے شبلی وجنید اولیاء اللہ عارفین باللہ علم وعمل کے روشن چراغ بجھ گئے، تاریکی نے اپنے پاؤں پسارے مگر حضرت علامہ محمد عثمان غنیؒ کی شکل میں ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے۔

دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کی ڈیڑھ سو سالہ زندگی بہر نوع کامیابیوں وکارناموں کا ایک روشن عنوان ہے اس کے سن قیام سے لے کر تادم تحریر اگر بنظر عائر دیکھیں تو علی حسب الاحوال والزمان ہر دور میں اصحاب فضل وکمال کا یہاں بسیرا رہا ہے، جن کے مستفیدین وتلامذہ نے یہاں کی چہار دیواری سے نکل کر اپنی مادر علمی کے ہمہ جہت تعلیمی وفکری مشن کو تیقظ وبیدار مغزی کے ساتھ فروغ دیا۔

یہاں کے فارغین جہاں بھی گئے خوب نام کمایا، مرجع علوم ٹھہرے، تحقیق وتدریس کے شناور بلکہ غواص ثابت ہوئے، علم وعمل کی کیاریوں کو شاداب کیا، یورپ کی متعدد اکیڈمیاں بھی باہم مل کر وہ کام نہیں کرسکیں جو حق تعالیٰ کے فضل سے ان مدارس کے بوریہ نشینوں نے کر دکھایا، حضرت مولانا محمد عثمان غنیؒ بھی اپنے مولد چلمل بیگوسرائے (بہار) کے بعض مدارس میں ابتدائی تعلیم حاصل کرکے ۱۹۴۶ء میں اپنے رفقاء کی معیت میں دارالعلوم دیوبند آئے، خوش نصیبی کہ امتحان میں آپ کامیاب رہے آپ نے یہاں ایام طالب علمی کے پانچ سال گذارے، دریں اثناء متعدد اساتذہ کرام کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بخاری شریف، ترمذی شریف اول، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ سے ترمذی شریف جلد ثانی، ابوداؤد شریف، شمائل ترمذی اور ہدایہ نیز حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ سے مسلم

شریف وغیرہ پڑھ کر ۱۹۵۰ء میں سند فراغت پائی، دارالعلوم دیوبند سے علوم وفنون کی تکمیل کرکے میدان تدریس میں قدم رکھا، صوبہ جھارکھنڈ کے ممتاز مدرسوں میں درس نظامی کی امہات کتب آپ نے نہایت سلیقے سے پڑھائیں اور ثابت کردیا کہ طریقۂ تدریس، تفہیم ابحاث میں انہیں ید طولیٰ حاصل ہے، بعض کتب کے مشکل مقامات ومسائل کو چٹکیوں میں حل کردینا اور مخاطب کو مطمئن بلکہ محظوظ کردینے کا بھرپو سلیقہ ومہارت انہیں مبدأ فیض سے ودیعت ہوا ہے، انہوں نے جس جانفشانی، یکسوئی اور محنت بسیار سے تحصیل علوم واستعداد کا مرحلہ طے کیا تھا تدریسی زندگی کے ہر موڑ پر اس کا عرفان ہوتا رہا، دنیاوی جھمیلوں سے گویا انہیں نفرت رہی، تحقیق وتدریس ہی ان کا اوڑھنا بچھونا رہا، بندہ کو یہ بات لکھنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں ہوتا کہ اگرچہ ان کا خمیر سرزمین بہار وجھارکھنڈ سے اٹھا تھا لیکن مغربی یوپی سے معدن علم وفن ہونے کے سبب علامہ عثمان غنی کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا وہ یہاں کے بزرگوں اور باکمال مشاہیر فکروفن کے شاگرد اور تربیت یافتہ تھے، آپ بھی ان کے علوم، ان ہی اکابر واسلاف کے پرتو اور انہی کے فیوض وبرکات کا اثر معتبر تھے، ان کی صحبت کیمیاء کو سرمایہ نجات اور مدارج ترقی گردانتے تھے، چنانچہ گلشن قاسمیہ کے اس عندلیب خوش نوا نے مدرسہ دارالعلوم تاراپور میں کچھ دن چہکنے کے بعد جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کو ۹ رشوال المکرم ۱۴۰۹ھ کے مبارک اور خوشگوار ساعات ولمحات میں آخری لمحاتِ حیات تک کیلئے آپ نے بسیرے کیلئے آشیانہ تجویز کرلیا اور اپنے شیخ ومرشد فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین قدس اللہ سرہٗ کے ایماء پر یہاں کی مسند حدیث کو رونق بخشی، اس اہم مسند کی معتبریت کو برقرار رکھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا، اسی مسند سے کبھی حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ، حضرت مولانا عبداللطیف پورقاضویؒ اور ریحانۂ ہند حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

کاندھلوی قدس اللہ اسرارہم جیسے نابغۂ روزگار رجال حدیث نے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں دل نواز بلند کی تھیں اوران شمعوں پر علم حدیث کے پروانے دیوانہ وار جمع رہتے تھے، حضرت موصوف نے مظاہر علوم کی دیرینہ علمی روایتوں کو چار چاند لگائے، اپنی خداداد صلاحیتوں کے سبب علامہ کے لقب سے مشہور ہو گئے، اور آپ نے یہاں بھی اپنی صلاحیتوں کے چراغ روشن کئے، نہایت یکسو ہوکر کاروانِ علم کو سیراب کرتے رہے وہ خود کو تدریسی و تصنیفی مشغلے میں منہمک رکھتے کون کیا کہہ رہا ہے اس سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا، ان میں فرض شناسی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، راقم الحروف نے ایک مرتبہ شرف ملاقات حاصل کرنے کیلئے تکمیل افتاء کے سال ان کے دروازہ پر دستک دی فوراً اندر آنے کا حکم صادر ہوا داخل ہوا تو چاروں طرف کتابوں کا انبار اور سامنے قلم وقرطاس، دھیمی آواز میں گویا ہوئے، احقر سمجھا کہ نقاہت کے آثار زبان پر بھی ہیں مگر سال کے اخیر میں ختم بخاری شریف کے آخری اجلاس میں آخری حدیث پر ان کی تقریر دل پذیر سنی تو بے ساختہ ذہن کی اسکرین پر زمیندار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خاں مرحوم کا وہ شعر ابھرا کہ ع

چھائے ہیں مجلسوں میں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

الفاظ کا زیر و بم جس طرح استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خاںؒ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کے یہاں تھا وہی انداز مولانا مرحوم کے یہاں بھی دیکھنے کو ملا، زبان صاف ستھری اور نشست و برخاست باوقار، بہر کیف جب حدیث پر گفتگو کی تو دل کو موہ لیا ان کی محدثانہ شان واقعی دیدنی تھی، دارالعلوم دیوبند کے بہت سے محققین کے اقوال بالخصوص اپنے نامور استاذ گرامی شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ کی آراء بھی بسا اوقات ذکر کردیتے جیسا کہ بعض کی زبانی معلوم ہوا۔

تدریس کے ساتھ ہی تحریری ذوق بھی اللہ رب العزت نے انہیں بخشا تھا، چنانچہ آپ کے خامہ شمامہ عنبر سے نصر الباری جیسا علمی متاع گراں مایہ معرض وجود میں آیا جو بزبان اردو بخاری شریف کی پہلی کامل ومکمل شرح ہے جو آپ کی تحریری کاوشوں کا شاہ کار اور آپ کے علمی انہماک کا زندۂ جاوید کارنامہ ہے، علم حدیث کے رسیا حضرات اس سے مستفید ہو رہے ہیں، یقیناً آپ کیلئے یہ بہترین صدقۂ جاریہ ہے، حضرت مولانا محمد عثمان غنیؒ کو نصر الباری جیسی مؤقر شرح کے طفیل کبار محدثین کے زمرہ میں ان شاء اللہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمود حسن گنگوہیؒ کے مجاز بیعت اور جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے استاذ حدیث حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری زید مجدہم نے ان سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ خالص لکھنے پڑھنے والے ایک علم پرور انسان تھے، علم وعمل کے آثار ان کی روشن جبیں سے ہویدا تھے، حضرت مولانا مرحوم سلوک واحسان میں بھی ایک کامل انسان تھے، بیعت واسترشاد کا تعلق اولاً اپنے شیخ حضرت مدنیؒ سے قائم کیا اور مجوزہ اوراد ووظائف پر عامل رہے پھر فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ سے بھی روحانی وابستگی ہوگئی جہاں آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا گیا، اس طرح آپ کی ذات میں حسین نسبتیں سماں گئی تھیں۔

۹/افراد آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے، آج آپ کے حادثۂ رحلت پر پوری علمی برادری سوگوار ہے، جابجا تعزیتی جلسے منعقد ہو رہے ہیں، اخبارات ورسائل بھی ماتم کررہ ہیں، دین ودانش کے حدی خواں انہیں خراج عقیدت پیش کررہے ہیں، آپ کی روحانی اولاد آپ کے مشن کو زندہ وجاوید رکھنے کیلئے پرعزم ہے لیکن علامہ عثمانؒ اب اپنے مرشد فقیہ الاسلام کے پہلو میں ہمیشہ کیلئے آسودۂ خاک ہیں۔

(یہ مضمون ماہنامہ ''آئینہ مظاہر علوم'' بابتہ ماہ مئی ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا)